

Registered

L. No. 89.

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۳) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے۔ ۲۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ع جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

میجر سی۔ بی۔ ٹامسن صاحب رخصت سے واپس آنے پر کرنال میں بعہدہ ڈپٹی کمشنر تعینات کئے جاینگے اور سی۔ ایف اوسبرن صاحب اسی ضلع سے بحیثیت ڈسٹرکٹ جج متعلق رہینگے۔ شہر الہ آباد میں پانچ لاکھ روپیہ کی لاگت سے آب رسانی کا انتظام کیا جائیگا۔ شکاگو کے شہر یہودیوں کے چودری جناب ڈاوی صاحب کو باشندگان یہودیوں نے نوٹس دیدی ہے اس لئے وہ میکسیکو کو جانے والے ہیں۔ مراکو میں سلطنت فرانس کے خلاف ایک جنگ مقدس ہونے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے مختلف فرقے وادی شیر میں فراہم ہو رہے ہیں۔ سلطان مراکو نے وادی شیر میں فراہم شدہ گروہ کا ملاحظہ کیا اور انکو اس امر کی ترغیب دی ہے کہ اپنے باہمی جھگڑے ترک کرکے میدان جنگ پکڑو۔ فرانس اور انگلینڈ کے درمیان رابطہ دوستی بڑھتا جاتا ہے۔ باوجود پچیس سال کی لگاتار کوششوں کے بھی ترکی سلطان امام یمن کو قابو میں نہ لا سکا جس کے سبب سے اسکو بہت ہی تکالیف ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس نے مکہ کے شریف سے امداد چاہی ہے۔ مکہ کا شریف سلطان کی طرف سے یمن کی اصلاح کرنے والی کمشن کا افسر بنایا گیا ہے جس میں اور زیادہ مشکلات برپا ہو گئی ہیں کیونکہ پہلے امام کے برخلاف ایک دوسرے امام نے سر اٹھایا ہے جو چاہتا ہے کہ ملک کی خاطر جنگ کرے۔ مسٹر دادا بھائی نوروجی کانگرس کا پریزیڈنٹ شپ کے لئے تیار ہیں لیکن ہندوستان میں آنے کے لئے انہوں نے اپنا اسباب بک کرا دیا ہے۔ ۲۰ نومبر کو وہ ولایت سے روانہ ہونگے۔ یونان کے شہزادہ والیہد جارج کرن ہیگن سے فرانس کو روانہ ہو گئے ہیں۔ وہاں سے وہ ڈنمارک کے افسران ال کے ساتھ جو ایسٹ ایشیاٹک کمپنی کے ڈیلیگیٹ ہیں ہمراہ ہونگے۔ انکا دورہ سیام چین اور جاپان میں ہوگا۔ رنگون کی بندرگاہی پولیس نے ایک مستری رام سوامی کے خلاف اس بنا پر مقدمہ چلایا ہے کہ اس نے خلاف قانون بارہ کوسیوں کو حبس بیجا میں رکھا۔ لندن کی پولیس پر ایک کمشن کیطرف سے ایک مقدمہ چلایا گیا ہے جسکی عدالت میں سماعت ہو رہی ہے جرم یہ ہے کہ افسران پولیس ایک جلدساز سے ہرسال دو صد پونڈ لیتے رہے ہیں تاکہ اسکو چالان ہو جانے سے بچا دیں۔ رشوت خوار افسران کا نام بھی بتادیا گیا ہے۔ چکراتہ میں انگریزی فوج کے لئے گرجے بنانے کی منظوری وزیر ہند نے بھیجدی ہے۔ کلکتہ کے مشہور و معروف بابو بہاری سرکار سی آئی ای فوت ہو گئے۔ تقسیم بنگال کے دن کلکتہ میں کل اشیا گران تھیں کیونکہ دوکانیں عموماً بند تھیں۔ ڈیلی میل کا ٹوکیو کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ گزشتہ جنگ کے صلہ میں مارکوئیس اٹو اور فیلڈ مارشل یاماگاٹا اور اویاما کو شہزادہ کا خطاب دیا جائیگا اور ایڈمرل ٹوگو کو مارکوئیس کا۔ گزشتہ سال احاطہ بمبئی میں ۲۵۵ کارخانہ تھے جنمیں ۲۰۰۴۳۳ اشخاص کام کرتے تھے۔ مہاراجہ دیب شمشیر جنگ صاحب سابق وزیر اعظم نیپال راجپور میں ایک شیشہ کا کارخانہ جاری کرنے والے ہیں۔ ہوشیار پور کے ایک مستری بنام بیلی رام نے مشین بنانے کی ایک دستی کل ایجاد کی ہے۔ امسال صوبجات متحدہ میں ۱۲ لاکھ ۹۰ ہزار ایکڑ زمین میں نیشکر کی پیداوار ہوئی ہے۔ گزشتہ سال سے عقریب ۱۵ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ امیر کابل نے کابل میں تیل نکالنے کی ایک مشین قایم کرنے کا حکم دیا ہے اور ہندوستان میں حکم بھیجے ہیں کہ مشینیں اور ایسے بیج بھیجے جائیں جنمیں سے تیل نکلتا ہے۔ کنیڈین پیسیفک ریلوے کی طرف سے دریائے بیلی دلتہ متجرہ کے ۳۰۰ فیٹ کی بلندی پر اور قریباً ایک میل سے زیادہ لمبا لوہے کا پل بننے والا ہے۔ آر۔ اے مانٹ صاحب رخصت سے واپس آنے پر لاہور میں بعہدہ ڈپٹی کمشنر تعینات کئے جاینگے۔ ایچ۔ بی ہالنش صاحب رخصت سے واپس آنے پر لاہور میں بعہدہ ڈویژنل جج تعینات کئے جاینگے اور ایف۔ ٹی ڈکسن صاحب امرتسر جاینگے۔ کپتان اے۔ سی۔ ایلیٹ صاحب رخصت سے واپس آنے پر حصار میں بعہدہ ڈپٹی کمشنر تعینات کئے جاینگے اور جی۔ سی۔ ایل ہوول صاحب سب ڈویژن سرسہ کا اہتمام لینگے۔ کپتان اے۔ جے اوبرائن صاحب رخصت سے واپس آنے پر میانوالی میں بعہدہ ڈپٹی کمشنر تعینات کئے جاینگے اور ایچ۔ ایچ ہیرسن صاحب ملتان میں بعہدہ ڈسٹرکٹ جج ہو جاینگے۔ اے۔ الف فاربس صاحب رخصت سے واپس آنے پر کانگڑہ میں تعینات کئے جاینگے۔ راجہ چندر چور سنگھ صاحب رئیس چندا پور سمرتہ رائے بریلی انرابل لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی یادگار میں بی اے کے امتحان سنسکرت و عربی میں اول آنیوالے ہندو اور مسلمان طلبا کو دو تمغے دیا کرینگے۔ ٹراونکور میں چونکہ دسہرہ کے موقع پر دربار نہیں ہوا تھا اس لئے رعایا نے برا مانا تھا۔ کم

ایڈیٹوریل نوٹس

ڈاکٹر ہال صاحب امریکن مشن لودیانہ چرچ میں۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین پادری چارلس کتھبرٹ ہال صاحب ڈی ڈی۔ ایل ایل ڈی سے یا کم از کم ان کے نام نامی سے واقف ہونگے۔ ڈاکٹر صاحب امریکہ کی شکاگو یونیورسٹی کیجانب سے مسلسل لیکچرار ہیں اور وہاں ہی سے مقرر ہو کر ہندوستان میں لیکچر دینے کیواسطے اب تشریف آور ہیں چنانچہ بروز بدھ بتاریخ ۱۷ اکتوبر یہاں تشریف لائے اور پریسبٹیرین گرجے میں بدھ کی شام کو عبادت کیوقت ایک نہایت پر جوش اور موثر درس زبان انگریزی دیا جس کا ترجمہ انگریزی نہ جاننے والے مسیحیوں کیلئے ساتھ ساتھ اردو زبان میں مسٹر این سی گوس بی اے ہیڈ ماسٹر سی پی ہائی سکول لودیانہ نے کیا۔ صاحب موصوف کا مضمون یوحنا ۱۵: ۱۶ پر تھا جس سے انہوں نے دو نصیحتیں نکالیں۔ اول یہ کہ سب مسیحی چونکہ ایک بدن کے عضو اور مسیح خداوند میں ایک ہیں اس لئے انکو آپس میں محبت اور اتفاق سے رہنا چاہئے۔ اور بلحاظ فرقے یا قومیت یا رنگ کے ان میں کسی قسم کی جدائی نہ ہونی چاہئے کیونکہ سب بھائی ہیں۔ تفرقے اور جدائیاں خداوند یسوع مسیح میں نہیں بلکہ وہ میل ملاپ کا بانی ہے۔ اس لئے ہمکو ایک دل اور ایک جان ہونا چاہئے۔ (ہماری رائے میں اگر ڈاکٹر صاحب موصوف بجائے مشنریوں کی کوٹھیوں کے کسی دیسی مسیحی یا پادری صاحب کے ہاں فروکش ہوتے تو انکی یہ نصیحت نہ فقط ایک قیاسی صورت رکھتی بلکہ خصوصیت کے ساتھ عملی اور زیادہ تر موثر ہوتی) دوسری نصیحت یہ تھی کہ زمانہ کی چال کو دیکھکر لازم ہے کہ مسیحی لوگ انجیل کی خدمت کے لئے چست و چالاک ہو جائیں۔ مسیحی جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی سستی اور کاہلی پر افسوس اور رنج ظاہر کرتے ہوئے آپنے انہیں پرجوش ترغیب دلائی کہ چونکہ اب وقت نازک ہے لہذا مناسب اور ضروری ہے کہ مسیحی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جن پر ہندوستان کی آئندہ بہبودی کا انحصار ہے بیدار ہو جاویں اور خدمت کا بیڑا اٹھا دیں تاکہ یہ ملک خداوند کے لئے مفتوح ہو۔ اور اپنے متن کی آیت پر چند ایک نہایت عمدہ اور جوش دلانے والے فقرات کہکر جماعت سے وہ آیت ہم آواز ہو کر زور سے کہلوائی اور بڑے موثرانہ طور پر سنجیدگی سے اپنے درس کو ختم کیا۔

بڑی عمر تک زندہ رہنے کا طریق۔ جنرل بوتھ صاحب مکتی فوج کے بڑے مشہور و معروف اور زندہ دل اور مسیحی دین کی اشاعت میں نہایت ہی سرگرم ہیں۔ مکتی فوج کا انعقاد و استحکام انہیں کے وجود اور جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ آپ زیادہ عمر تک زندہ رہنے کی بابت سات باتیں تحریر کرتے ہیں (۱) جہاں تک ہو سکے کم کھاؤ۔ پیٹ سے زیادہ کام نہ لو (۲) پانی زیادہ پیو۔ ابلا ہوا یا منشی عرق مت پیو۔ (۳) ورزش کرو۔ گھومو۔ پھرو (۴) ایک [illegible] عادت کے پابند ہو لیکن اس کے غلام نہ بنو (۵) اپنی زندگی کو ناقص اور بیہودہ تفریحات میں ضائع نہ کرو (۶) غیر موزوں اور مضر شراکت اور رفاقت سے الگ رہو (۷) زندگی کا کوئی خاص مقصد ہر وقت نگاہ کے سامنے رکھو جو تمہاری خواہشات پر

گیت

۱۔ میں منت کرتی اے خدا
تو میرے دلمیں نور چمکا
تو مجھے پاک کر سراسر
اور صفا کر ہاں صفا کر

کورس۔ صاف مجھ کر اے باپ رحیم
دہائی میری سن کریم
دور کر ہر ایک نجاست کو
اور مجھے دھو ہاں مجھے دھو

۲۔ سب میری محنت ہے عبث
میں آئی ہوں لاچار بیکس
بے فائدہ میرا سارا کام
تو دے آرام تو دے آرام

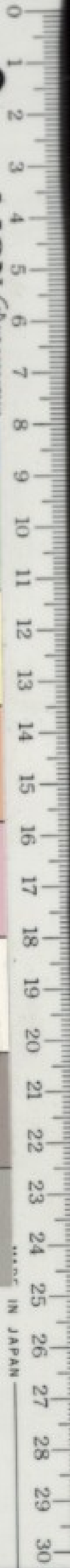
۳۔ میں مانتی ہوں کہ میرا دل
دعا جب مانگوں عاجز ہو
ہے ابتک ٹھنڈا اور بے ہوش
ڈال اسمیں جوش ڈال اسمیں جوش

۴۔ تو چاہتا ہے کہ اندر میں
گر میرا دل ہے تیرا گھر
سچائی ہووے سرتا پا
تو صاف کرا تو صاف کرا

۵۔ روح تیری پاک عنایت ہو
یہ سبھوں کو کفایت ہو
پانی اور آگ کی کر تاثیر
تیری قدرت عالمگیر

۶۔ ضرورت ہو تو سخت تکلیف
میں رو کے تجھے دوں تعریف
جو آوے آنسو آنکھوں سے
کامل کر دے کامل کر دے

۷۔ لو میرا خالی برتن جب
بھر اپنی برکت لبالب
میں کرتی پیش تیری درگاہ
میرے بادشاہ میرے بادشاہ



کھانڈ صاف کرنیکی ترکیب - ۲۴ اکتوبر کا آریہ گزٹ نسیم آگرہ سے یون ناقل ہے کہ "نیویارک کے ایک اخبار ورالڈ نامی میں جو کھانڈ صاف کرنے کی ترکیب شائع ہوئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم ذیل میں ناظرین کی توجہ کے لئے درج کرتے ہیں:

"کھانڈ کے کارخانوں کے مالک غریب اور مزدور پیشہ لوگوں کے مردے ان کے وارثون کو کچھ روپیہ کا لالچ دیکر خرید لیتے ہیں۔ خواہ کسی وبائی بیماری سے کیوں نہ مرے ہوں۔ اور اسپر تعجب یہہ ہے کہ جذام یعنی مہارو گ سے جو لوگ مرتے ہیں۔ اُن کے مردے بھی نہیں چھوڑتے اور ان مردوں کا ماس کھانڈ صاف کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ برین تمام لوگوں کا تھوک وغیرہ غلیظ مادہ مزدور لوگ برتنوں میں بھر کر کارخانہ والوں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں اور وہ اس کھانڈ کو صاف کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ گو ہم مختلف اخباروں اور اشتہارون سے معلوم کر چکے ہیں کہ ولایتی سفید کھانڈ کے استعمال کرنے میں ایسے ناپاک اور غلیظ مادے استعمال کئے جاتے ہیں جو ہندو مسلمانوں دونوں کے لئے سخت ممنوع اور مکروہ ہیں۔ مثلاً گائے بیلوں کا خون اور سوئر وغیرہ حرام جانوروں کی ہڈیاں"؛

ہم نہیں جانتے کہ ایسے مبالغہ آمیز لغویات شایع کرنے سے کیا فایدہ متصور ہے؟ یہہ تو صرف بدیشی کھانڈ کیطرف سے لوگوں کو بدظن اور متنفر کرنے کا ایک عمدہ وسیلہ ہے جسکی صداقت کسی طرح سے ثابت نہیں۔ ہم بدیشی مال کے بیشک مخالف ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ سودیشی مال کو ترقی ہو اور خود بھی ترقی دین تاکہ ہمارا ملک ترقی حاصل کرے گر ایسے خلاف قیاس بیانات سے ہمیں اتفاق نہیں۔ جہان تک ہمنے امریکن مشنری صاحبان سے دریافت کیا۔ وہ اس امر سے بالکل انکار کرتے ہیں کہ مردہ انسانون کا گوشت یا جانورون کا خون کھانڈ صاف کرنے مین مستعمل ہوتا ہے۔ اور جذامیوں کی تو ایک کہی ہمنے انکی بابت بھی دریافت کیا مگر خبر ملی کہ امریکہ میں جذامی نہایت ہی کمیاب ہیں بلکہ انکا عدم وجود برابر ہے۔ اور تھوک وغیرہ کا تو ایسا لغو بیان ہے کہ قیاس میں نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی امریکن شہادتون سے اس کی تصدیق ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستانی بھائی جبکہ ایک بات کی تائید یا تردید کرنے لگتے ہیں تو یہہ نہیں سوچتے کہ ہم کہاں تک حقیقتوں اور عقل سے کام لے رہے ہیں۔ اور سچ اور جھوٹ کا امتیاز نہیں کرتے۔ ہان البتہ اس امر کی شہادت ضرور ملتی ہے کہ کھانڈ کے صاف کرنے میں جانورون کی ہڈیون کی راکھ بطور کھار کے استعمال کیجاتی ہے۔ اس کی تصدیق کے لئے دیکھو چیمبرز ڈکشنری اینڈ سایکلوپیڈیا لفظ Sugar شوگر۔ پس ہم اسکو معیوب جانتے ہیں اور اس لئے حمایت کرتے ہیں کہ سودیشی کھانڈ کا استعمال بہتر ہو مگر پھر افسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ہندو اور مسلمان سوداگر خود اسی بدیسی کھانڈ کو دیسی کر اور اس میں شکر ملاکر دیسی کھانڈ کر کے فروخت کرتے ہیں اور جو لوگ بدیسی کھانڈ کے متنفر اور معترض ہیں وہی اس کو کھاتے بھی ہیں سو افسوس ہے کہ سودیشی مومنٹ نے بجائے دیانتداری اور ترقی کے ملک کو بے ایمانی اور تنزل کا سبق دیا اور دے رہی ہے؛

ایک کیتھیڈرل میں جنگ - تمام یورپ میں سے فرانس ایک ملک ہے جسمیں دہریوں اور آزاد خیالوں کا ٹرا زور ہے۔ ایسا کہ ملک کو مذہب سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا ہے نتیجہ طبعاً یہہ ہوا کہ ملک میں سوشل طور پر ایک کہرام مچا ہوا ہے۔ گذشتہ پرچہ میں ہمنے کسی جگہ یہہ بتایا ہو کہ مستورات زنانہ لباس سے متنفر اور مردانہ لباس پہننے کی مشتاق ہیں بیاہ شادی کی رسم کلیسا کے اختیار سے نکل کر سلطنت کے سپرد ہوگئی ہے۔ اب ایک تازہ واقعہ جو عنوان ہذا کی تائید کرتا ہے ہم سول اینڈ ملٹری گزٹ سے نقل کرتے ہیں۔ ۱۱ ستمبر کو فرانس کے شہر مولنز میں نئے بشپ کے جسکو پوپ نے حال ہی میں مقرر کیا تھا شہر میں داخل ہونیکی تقریب پر ایک سخت بغاوت نمایان ہوئی رومن کیتھولکون نے اس نئے بشپ کا بڑی شان وشوکت اور ادائے رسمیات مقررہ سے خیر مقدم کیا۔ بہت سے لوگ سٹیشن سے کیتھیڈرل تک اس کے ہمراہ تھے۔ مگر فرانس کے آزاد خیال والوں نے ایک جتھا بناکر بشپ صاحب مذکور کا خوب تمسخر اڑایا اور اسپر تالیان بجائیں۔ اکثر آزاد خیال والوں نے یہہ بھی چاہا کہ بشپ صاحب کی گاڑی کو الٹ دیں مگر کامیاب نہو سکے کیونکہ انکی گاڑی کے گرد رومن کیتھولکوں کی ایک بڑی مضبوط باڈی گارڈ تھی لوگوں کے بڑے نعرون اور خوشی کے شور کے ساتھ بشپ صاحب کتھیڈرل میں رونق افروز ہوئے جہاں پر ایک بڑی جماعت آپکی منتظر تھی۔ داخل ہوتے ہی دروازے بند کر لئے گئے۔ اور آزاد خیال والون نے گرجے کو باہر سے محصور کر لیا پہلے تو وہ سب باغیانہ نعرے مارتے اور معنویانہ گیت گاتے رہے مگر آخر کار انہوں نے کتھیڈرل کے ایک پہلو کا دروازہ توڑ ہی لیا اور اندر گھس گئے۔ جانبین مین خوب لڑائی ہوئی اور بہتون کے سر پھوٹے تاوقتیکہ سپاہیوں نے آکر امن قایم کیا۔ کتھیڈرل کے چاروں طرف سوار حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے۔ اور کل رسم بر امن وامان ختم ہوئی۔

یہہ ہے فرانسیسی آزاد خیال والوں کا جبر وتشدد تہذیب واخلاق۔ اور برادرانہ برتاؤ۔ اس اور دیگر اسی قسم کے واقعات سے جو فرانس جیسے آزاد خیال ملک میں روزمرہ ہوتے رہتے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کی آزاد خیالی کیسی مضر اور معیوب ہے۔ مذہب کی اشد ضرورت

ثابت ہوتی ہے۔ مسیحی مذہب اس قسم کی آزاد خیالی کے خلاف ہے اور اعلیٰ درجہ کی روحانیت۔ تہذیب اور ہی برتاؤ سکھلاتا ہے جس سے یہہ آزاد خیالی بالکل معرا ہے۔

جاپان کا تاریک پہلو۔ جب سے کہ جاپان نے تہذیب اور ترقی کے میدان میں قدم رکھا ہے تب سے اس کے روشن پہلو کی روشنی دنیا میں چمک رہی ہے اور سب کا یہہ مسلک ہو رہا ہے کہ ہم اسکی روشنی میں چلیں مگر آج ہم اس کا تاریک پہلو بھی دکھاتے ہیں جو ویسا ہی قابل نفرت اور معیوب ہے جیسا اُس کا روشن پہلو قابل تقلید اور مستحسن ہے۔ ڈیلی میل میں مسٹر ایف اے مکینزی صاحب نے اس کا ایک لمبا بیان کیا ہے۔ ہم ملخصاً یہاں درج کرتے ہیں۔

جبکہ جاپانی لوگ سنہ ۱۹۰۴ء میں کوریا میں آئے تو اس وقت سب اُن کے دوست تھے۔ مگر اب وہ ان سے سخت متنفر ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ پہلے تو اس کی یہی وجہ ہے۔ اہل کوریا کہتے ہیں کہ جاپانی ہمارے درمیان دوستوں کی صورت میں آئے اور بڑے بڑے وعدے کئے کہ ہم تمکو آزاد رکھینگے۔ مگر جب وہ تمام کوریا میں اپنی سپاہ کا ڈیرا جا چکے اور کوریا کو اپنے قبضہ میں لا چکے تو انہوں نے اپنے وعدوں کو فسخ اور قوم کی آزادگی کو بالکل زایل کر دیا وہ جاپانیوں پر اس بات کا بھی الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اہل کوریا سے اُنکی بیج کی زمینیں اور گھر بھی لے لئے۔ ہزاروں مثالیں اسی قسم کی اب موجود ہیں۔ اس جور و تشدد کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ بتائی نہیں جاتی کہ خود ہمکو ہی اُنکی ضرورت ہے۔ وہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ شتر بے مہار جاپانیوں کی فوج اس جزیرہ نما میں پھرتی ہے۔ اور جا بجا مردوں کو مارتی پھرتی اور عورتوں پر حملہ کرتی اور لوٹتی اور قتل کرتی پھرتی ہے۔ درحالیکہ جنگ ختم ہو گیا ہے تو بھی جاپانی سپاہی اپنے مقرر میں جو اُن کے کمپنیوں کو تباہ کرتے اور کارخانوں کو برباد کرتے اور لوگوں کو اُن کے گھروں سے بدر کرتے پھرتے ہیں۔ اہل کوریا یہہ بھی شکایت کرتے ہیں کہ جاپانی لوگ ہمکو قتل کا ڈر اور دھمکا کر نصف مزدوری سے بھی کم مزدوری پر ہم سے اپنا کام کرواتے رہتے ہیں۔ اور اگر ہم اس کی جاپانی افسران کے پاس اپیل کرتے ہیں تو سنتا کوئی بھی نہیں۔ اور اگر سماعت بھی ہوتی ہے تو کسی قسم کی تشفی اُن سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جاپانی انصاف صرف نام ہی کو ہے۔

مسٹر مکینزی فرماتے ہیں کہ جب میں نے پہلی دفعہ اہل کوریا سے یہہ الزامات سنے تو میں نے خیال کیا کہ شاید یہہ مبالغہ ہو۔ لہذا میں نے اس معاملہ میں بڑے بڑے جاپانیوں سے گفتگو کی۔ اگرچہ انہوں نے ان شکایات میں سے اکثر کو تسلیم کر لیا مگر پھر بھی یہہ کہکر ٹال دیا کہ یہہ تو پرانی باتیں ہیں جو جنگ کے موقع پر عارضی طور پر ہوا کرتی تھیں مگر اب سب کچھ ٹھیک ہے۔ مگر جب میں ملک میں ذرا اور آگے بڑھا تو اس قسم کی شکایات کی ہزاروں مثالیں پائیں جن سے مجھے ان کل وقوعات و شکایات کو درست تسلیم کرنا پڑا۔ جب میں نے یورپین و امریکن باشندوں سے اس معاملہ میں استفسار کئے تو تمام مشنریوں۔ سوداگروں۔ ڈاکٹروں اور استادوں نے بھی اس سلوک کی تصدیق کی۔

گورنمنٹ کوریا کے غیر ممالک کے تمام صلاحکار رفتہ رفتہ خارج اور انکی جگہ جاپانی صلاحکار مقرر کر دیئے گئے بہت سی مختلف پبلک سروس میں سے۔ مثلاً پوسٹ آفس اور محکمہ تار وغیرہ سے اہل کوریا نکال دیئے گئے اور جاپانی اپنے متعین کئے گئے ہیں۔ ہزاروں نیچ ذات کے جاپانی تمام ملک میں پھیل گئے اور کوریائی مجسٹریٹوں کو اتنی بھی طاقت نہ رہی کہ انکو قابو میں رکھ سکیں۔ اور یہی جاپانی لوگ یہہ چاہتے تھے۔ ایک عرصہ تک ان لوگوں نے ملک میں تہلکہ مچا رکھا۔ اگر کسی جاپانی کو ملک میں کوئی گھر پسند آ جاتا اور وہ اس میں آباد ہونا چاہتا تھا تو وہ گھر کے مالک اور اس کے خاندان کو فوراً نکال دیتا اور آپ اس میں بس جاتا تھا۔ اگر کوریا کے باشندے کچھ مخالفت کرتے تو وہ انکو ایسا مارتے کہ مارے ڈر کے وہ بول نہ سکتے تھے۔ یہہ باتیں ملک میں عام تھیں۔

جاپانیوں کا کوریا میں ایسا دور دورہ ہوا کہ رفتہ رفتہ جاپانی شہر و اور قصبوں کے نام بھی جاپانی ہو گئے۔ کوریائی وقت کی بجائے جاپانی وقت رائج ہو گیا اہل کوریا پر ایسا جبر ہونے لگا کہ انکو مجبوراً اپنے دیسی لباس کو بھی خیرباد کہنا اور جاپانی لباس اختیار کرنا پڑا۔ اہل کوریا کو جاپانی زبان سکھلانے کے لئے مدرسے بھی کھول دیئے گئے اہل جاپان کا بڑا بھاری فخر یہہ ہے کہ بیس برس کے اندر اندر جاپانی زبان کے سوائے کوئی اور زبان نہ بولی جائیگی۔

بعد ازان جاپانی قانون یہہ طلب کرتا ہے کہ ملک کے تمام بنجر جنمیں جنگل اور کانیں اور کل کوریا کا ½ حصہ ایک جاپانی رئیس کو جس کا نام ناگاموری تھا پچاس سال کے لئے ٹھیکے پر دیدیا گیا۔ وہ ٹھیکے کے عوض میں کچھ نہ ادا کرے مگر میعاد کے اختتام پر اسکو تمام اشیا مع سود در سود واپس کر دینا ہیں۔ یہہ مطالبہ ایسا شدید تھا کہ اہل کوریا اور غیر ممالک کے باشندوں نے اس پر بہت سے اعتراض کئے اور آخرکار یہہ وطیرہ جاپانیوں کو ترک کرنا پڑا۔

کلکتہ کی چینی کلب میں جنگ۔ کلکتہ سے ایک سنسنا دینے والی خبر آئی ہے کہ کلکتہ کے چینی کلب میں وہاں کے قریب ۱۰۰ ممبران کے درمیان سخت جنگ ہوئی جنمیں سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ وجہ اس جنگ کی یہہ تھی کہ کچھ عرصہ گذرا ہے کہ اس کلب کا حساب زیر تحقیقات تھا اثنائے تحقیقات میں حساب میں کچھ غلطیاں نظر آئیں جن ممبران کو حساب سے تعلق نہ تھی انہوں نے رنگون کے چینیوں کو لکھا کہ حساب کی تحقیقات کے لئے ایک ڈیپوٹیشن بھیجو۔ رنگون کی کلب نے اس درخواست کو منظور کر کے



تین آدمی کا ڈیپوٹیشن بھیجدیا۔ انہوں نے کلکتہ میں آکر حساب کی پڑتال شروع کردی۔ اسوقت قریب دوسو ممبران کے حاضر تھے۔ جبکہ رنگون کی ڈیپوٹیشن اور کلکتہ کلب کا سکرٹری اور دیگر ممبران حساب کی پڑتال کر رہے تھے تو ایک چینی آدمی اس میں مخل ہوا۔ اور یوں چلاتے ہوئے کہ حساب درست طور پر رکھا نہیں گیا چار کا ایک برتن لیکر میز پر دیگر اشیاء کے درمیان دے مارا چونکہ جنگ کی تیاری پیشتر ہی سے لگ چکی تھی۔ لہذا ممبران کلب کلکتہ فوراً چاقو اور ہتھوڑے اور لوہے کی سلاخیں لیکر مخالف پارٹی پر ٹوٹ پڑے۔ دوسری پارٹی نے بھی اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر ۱۵۰ آدمیوں کے سامنے ۳۰ یا ۴۰ آدمیوں کی بھلا کیا حقیقت تھی۔ پس ایک جنگ شدید واقع ہوئی۔ کمرہ میں جو میز کرسیاں وغیرہ جسقدر اشیا موجود تھیں وہ سب ٹوٹ گئیں بارہ آدمیوں کو سخت و مہلک ضربیں لگیں جواب میڈیکل ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔

۲۰۰ پولیس کے سپاہی کلب میں فوراً حاضر ہوگئے اور اندر جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ جنگ خوب مچی ہوئی ہے۔ پولیس کو دیکھتے ہی لوگ فرار ہونے لگے۔ پولیس نے دس باغیوں کو گرفتار کرلیا اور تھانہ کو روانہ ہوگئے۔ باقی پولیس مجروحان کی خبرگیری میں جالگی جو چاقوؤں اور ہتھوڑوں کی ضربوں سے نڈھال تھے۔ رنگون کی ڈیپوٹیشن بھی زخمی ہوگئی۔ سکرٹری آٹو اور ڈی کرز ہسپتال پہنچائے گئے مسٹر آٹو کلکتہ میں ایک مشہور شخص ہیں کیونکہ وہ وہاں کے چینی نجاروں کے سرگروہ ہیں۔ میڈیکل ملاحظہ کے بعد گیارہ زخمی تو اپنے اپنے گھر کو روانہ کئے گئے مگر دو گرز ہسپتال ہی میں ہیں انکی حالت خطرناک ہے کل تحقیقات ہورہی ہے۔

آریہ گزٹ لاہور کی غلط فہمی۔ آریہ گزٹ جیسا متعصب اور بے تکی ہانکنے والا اخبار شاید چراغ لیکر ڈھونڈھیے بھی دنیا میں نہ ملے بجز افسوس کے سوائے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ ہمنے قبل ازیں کئی دفعہ اس قسم کی باتوں کا نوٹس لیا۔ اور اپنے معزز ہمعصر سے جواب کے ملتجی بھی ہوئے مگر جواب ندارد۔ اب آنجناب نے ۸ ستمبر کے اخبار میں اسی قسم کی ایک اور بے تکی ہانکی ہے۔ آپ ۴ صفحہ ۲ کالم میں خامہ فرسا ہیں کہ "یونانی اور رومی غلاموں کے لئے جو اپنے مالکون کا کوڑا کھاتے کھاتے مجروح ہوگئے تھے۔ اس تعلیم میں خاص کشش تھی۔ غلاموں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ عیسائی واعظوں کے کلام نے اُن کو تسلی دی۔ انکو یقین آگیا کہ جب دنیا میں آسمانی عہد آئیگا۔ مالک اور غلام کی دلخراش تمیز جاتی رہیگی۔ شراب کباب کثرت سے ملیگی"۔ جن الفاظ پر ہمنے خط کھینچا ہے ہمیں ان کو دیکھ کر بڑی ہنسی آئی۔ اور ساتھ ہی اس کے افسوس بھی آیا کہ۔ یا خدا۔ تعصب کیسا برا بت ہے جو انسان کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ حقیقت کو الٹ دینے اور غلط بیانی کرنے سے انسان ذرا بھی اُف نہیں کرتا۔ اور پھر خیال آیا کہ بعض آریہ صاحبان نے بھلا ایسی باتوں میں نمونہ کسکا لیا ہے؟ سوچتے سوچتے ہماری نظر ستیارتھ پرکاش پر پڑی اور خیال آیا شاید سوامی جی کا نمونہ لیا ہوگا۔ جب ستیارتھ پرکاش کی ورق گردانی کی تو سچ مچ اس میں بھی اسی قسم کی گپ نکل آئی دیکھو سمت ۱۹۵۵ بکرمی صفحہ ۳۱۳ سترھواں سمولاس۔ "عیسائیوں کے نزدیک نجات چوتھے آسمان پر ہے۔ جہاں بیاہ۔ لڑائی۔ باجے گاجے کپڑے وغیرہ سے خوشی محسوس کیجاتی ہے"۔ ہم اپنے ہمعصر سے ان دونوں باتوں کا حوالہ انجیل سے طلب کرتے ہیں۔ امید ہے کہ جواب سے سرفراز فرمادینگے۔

انگریز بھی بڑے دلیر اور بہادر ہیں اور بڑے بڑے خطرناک مہموں میں بھی جانے سے نہیں ڈرتے۔ چنانچہ حال ہی میں کوہ الپس پر ایک شخص مسمی ہرسٹ نے آٹھ سو گز کی بہت ہی خطرناک اور دشوار گذار بلندی پر چڑھے کے جہاں کہ وہ اپنی بندوق بھی نہ لیجاسکتا تھا۔ صرف ایک لاٹھی کے ذریعہ سے جسکے ایک طرف لوہے کی پھل لگی ہوئی تھی چڑھ گیا اور وہاں پر جاکر ایک عقاب کے گھونسلے پر حملہ کیا جسمیں عقاب کے دو بچے تھے۔ نر و مادہ بڑے عقابوں کے ساتھ خوب جنگ ہوئی اور گو کئی ایک زخم بھی صاحب موصوف نے کھائے مگر آخرکار نر کو زخمی کرکے جنگ کے ناقابل کردیا اور مادہ کو ہنکا دیا اور ان کے بچوں کو پکڑ لیا اور واپس نیچے چلا آیا۔

سدرن پنجاب ریلوے کی کل آمدنی ہفتہ مختتمہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں ۹۶۷ ۰ ۵ روپیہ کی تھی۔ اور ان شاخوں کی آمدنی جو لودیانہ سے نکلی ہیں ۹۳۷۹ روپیہ کی تھی

پنجاب کے جیلخانوں کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ یا ۱۱ ہزار قیدیوں میں سے گذشتہ سال پنجاب کے ایک جیلخانہ میں سے صرف ایک قیدی ایسا بھاگا ہوا ہے جو ابتک گرفتار نہیں ہوسکا۔ ۱۲ آدمی جیلخانوں میں پاگل ہوگئے۔ ۵۰ شخصوں کو پھانسی دیگئی۔ اور ۱۷۸ فوت ہوگئے۔

یہہ قیدی گجرات کے جیلخانہ سے فرار ہوا ہے۔ اسی گذشتہ سال میں ایک اور شخص دن دھاڑے جیل کی دیوار میں نقب لگاکر بھاگا مگر پکڑا گیا۔ گجرات کا جیلخانہ اپنی غیر حفاظتی کے لئے مشہور ہے۔

پنجاب کے انکم ٹیکس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ ہر سال بڑھتی رہتی ہے چنانچہ ۱۹۰۸ء میں کل رقم اس وسیلہ

سے ۱۷۹۲۲۳۱ روپیہ کی وصول ہوئی۔ قریباً بیس ہزار روپیہ گذشتہ سال کی بہ نسبت اضافہ ہوا۔

ہگلی واقعہ بنگال میں بڑے بڑے دولتمند یہودی بکثرت رہتے ہیں۔ انکو سودیشی مال سے بہت کم انس ہے انڈین مرر کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ گذشتہ درگا پوجا کے وقت مانچسٹر کے کپڑے انکی نظروں میں اپنی آنکھ کی پتلی سے بھی زیادہ عزیز تھے اور مہااشٹمی کے دن ولایتی دھوتیوں اور چوڑے کنارے کی ساڑھیوں کی بڑی مانگ تھی ؛

بڑی خوشی کی خبر ہے کہ سر کنور سر نام سنگھ صاحب اہلو والیہ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہو گئے ہیں۔

فرانس کی آفیشل مشن جو مغربی افریقہ میں مرض خواب کی تحقیقات کے لئے حال میں مقرر ہوئی تھی وہ ۵ ہ اکتوبر کو فرانس میں واپس ہو گئی ہے۔ اس کے چیرمن ڈاکٹر مارٹین صاحب ہیں جو ڈاکٹر امرسین کے ماتحت مرض طاعون اور دیگر مشرقی امراض کی تحقیقات کئی سال سے کر رہے تھے۔ اور پاسٹیور انسٹیٹیوٹ سے بھی دو جوان ہمراہ ہیں۔

ایک ڈاکٹر نے سر درد کا عجیب اور آسان ترین علاج یہہ نکالا ہے کہ جب سر درد ہو تو دس قدم آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹتے چلے جاؤ۔ فوراً آرام ہو جائیگا۔

گواتیمالا میں ایک قسم کی مچھلی پائی جاتی ہے جسکی چار آنکھیں ہوتی ہیں انہیں سے دو آنکھیں تو پانی سے باہر کی اشیاء دیکھتی ہیں اور دو پانی کے اندر کی چیزیں دیکھ سکتی ہے۔ اسی طرح وہ مچھلی ایک ہی آن میں پانی کے اندر اور باہر ہر دو مقام کی چیزوں کا نظارہ لے سکتی ہے خدا کی شان ہے کون کہہ سکتا ہے کہ خدا یوں نہیں یوں کر سکتا ہے۔ قانون قدرت میں عجیب عجیب قانون ہیں ؛

اخبار پرکاش بحوالہ میڈیکل جرنل کے ایک نامہ نگار کے جعلی سکوں کی پہچان کا یہہ آسان طریقہ لکھتا ہے کہ جعلی روپے کو ایک ہاتھ کی انگشت شہادت اور انگوٹھے کے درمیان اچھی طرح پکڑو۔ اور دوسرے ہاتھ میں اسی طرح اصل روپیہ پکڑ کر دونوں روپیوں کے دندانہ دار کناروں کو آپس میں زور سے رگڑو۔ جو روپیہ جعلی ہوگا اس کے کنارے رگڑے جائینگے اور اصل روپیہ بدستور رہیگا۔

وہی اخبار لکھتا ہے کہ عرب میں ایک دفعہ مصافحہ کافی نہیں خیال کیا جاتا۔ اس سے جہاں کہیں دو دوست ملتے ہیں تو سات یا آٹھ دفعہ مصافحہ کرتے ہیں لیکن اگر وہ کسی عزیز شخص سے ملیں تو وہ کئی بار ایک دوسرے کو چھاتی سے لگاتے اور چومتے ہیں اور نیز اپنے ہاتھ پر بھی بوسہ دیتے ہیں۔ لیکن ٹرکی میں بندگی کا اظہار اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھکر جھکنا ہی ہے ؛

ہندوؤں اور مسلمانوں کے لڑانے کی اس قدر اینگلو انڈین اخبارات فکر کر رہے ہیں کہ پایونیر اور انگلشمین اسی دھن میں ہیں کہ بنگالی مسلمانوں کو سمجھا دیں کہ تم لوگوں کا بندے ماترم کے گیت سے کیا مطلب ہے "اے ماں ہم تیرے آگے سر جھکاتے ہیں"۔ اس کے معنے اینگلو انڈین اخبارات یہہ بتلاتے ہیں کہ "اے کالی مائی تیرے آگے سر جھکاتے ہیں" بحث لنڈن ٹائمس کے کالموں میں چھڑی ہوئی ہے۔ کل گیتوں کا ترجمہ چھاپا گیا ہے اور انگریزی اخبارات کو یہہ سمجھایا جاتا ہے کہ اشارہ اور ہند کی طرف ہو نہ کہ کالی مائی کیطرف۔ مگر کون سنتا ہے عجیب تماشہ ہے۔ بنگالی جنکی مادری زبان بنگلہ ہے اپنے مشہور ناول نویس اور شاعر کے مضمون کے سمجھنے کے ناقابل سمجھے جاتے ہیں اور حضرات اینگلو انڈین جنکو بنگلہ زبان سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس زبان کے پنڈت سمجھے جاتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھکر کیا بیہودگی ہو سکتی ہے۔ مگر ہاں اس سے کیا مطلب ہو اس وقت تو خواہش یہہ ہے کہ کسی طرح سے بنگالی ہندو اور بنگالی مسلمان سر پھٹول کریں اور آپس میں میل و محبت نہ کرنے پاویں۔ ہندوستانی اگر در اصل یہی حالت ہو تو ان اینگلو انڈین اخبارات پر افسوس ہے جو بجائے ملک میں اتفاق پیدا کرنے کے نفاق پیدا کر رہے ہیں ؛

مراسلات

حجاز ریلوے

اس ریلوے کی نسبت عرصہ سے ایک خیال میرے دل میں اٹھ رہا ہے۔ اس کا جواب کہیں سے نہیں ملتا کیا اخبار نور افشاں کے ناظرین میں سے کوئی صاحب اس کا جواب دینگے ؛

یورپ ہندوستان اور امریکہ میں جہاں جہاں ریلوے بنائی جاتی ہے۔ یا تو خود گورنمنٹ اسکو بناتی ہے۔ یا کمپنیاں اسکو بغرض نفع بناتی ہیں۔ نفع اس کا یا تو گورنمنٹ کے خزانہ میں جاتا ہے۔ یا حصہ دار لیتے ہیں۔ مگر یہ حجاز ریلوے جو گورنمنٹ ٹرکی اپنے اہتمام سے بنوا رہی ہے اور روپیہ پبلک کا خرچ ہو رہا ہے۔ اس کا نفع کہاں جائیگا۔ کیا ہندوستان کے یتیموں کو ملیگا۔ جنکا روپیہ اس کے چندہ





میں دیاگیا۔ یا ہندوستان کی بیواؤں کو دیا جائیگا جن بیچاریوں نے اپنے زیور بیچ بیچ کر چندہ میں دیا ہو۔ یا کہ دنیا کے تمام چندہ دہندوں میں تقسیم کیا جایا کریگا۔ یا گورنمنٹ ٹرکی کے خزانہ میں یہہ یتیموں اور بیواؤں کا مال جمع ہوگا۔ کہ شاہان ٹرکی کے عیش و آرام میں صرف ہو۔ اگر یہہ کہا جاوے۔ کہ یہہ ریلوے نفع کی غرض سے نہیں بنی۔ صرف کار خیر ہے۔ اور نفع کے کوئی امید نہیں۔ تو یہ حجت قابل قبولیت نہیں۔ کیونکہ جہان اب جہان کے مسلمان کروڑوں کے حساب سے ہر سال پیدل سنگ اسود کی پوجا کو جاتے ہیں۔ وہاں ریل کے ہونے سے ان سنگ پرستوں کے شمار میں کس قدر ترقی نہ ہوگی؟

اس صورت میں اس کے نفع کھانے کا گورنمنٹ ٹرکی کا کیا حق ہوگا؟

راقم رحمت مسیح واعظ

مسیحی شعرا کی خدمت میں درخواست

التماس

برادران۔ مجھے دو بزرگوں کی تاریخ وفات کی ضرورت ہے۔ مہربانی سے کوئی صاحب، خواہ فارسی میں خواہ اردو میں ایک ایک قطعہ میں تحریر فرمادیں

(اول) اہلیہ ڈاکٹر نجم الدین صاحب یعنے مسز نجم الدین صاحبہ۔ وفات ۱۹۰۶ء مقام ڈیرہ غازیخان

(دوم) پادری فتح مسیح صاحب وکٹر قسیس چرچ آف انگلینڈ پنجاب وفات ۱۹۰۶ء

بذریعہ اخبار نورافشان یا تحفہ سرحد بنوں مہربانی سے جو صاحب تحریر فرماوینگے۔ وہ میرے اور تمام مسیحی احباب کے باعث مشکوری ہونگے۔

الملتمس واعظ

جیپان اور اسلام

شیخ عبدالقادر صاحب بی اے۔ جو عرصہ سے یورپ اور انگلینڈ کی سیر میں معروف ہیں۔ اور آجکل ٹرکی کی سیر کر رہے ہیں۔ انکا ایک خط ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کا قسطنطنیہ سے لکھا ہوا اخبار وطن لاہور کے ۲۸ ستمبر ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں شایع ہوا ہے۔ جسمیں وہ ہر طرح کے حالات ایک سیاح کی حیثیت سے تحریر فرماتے ہیں اُس میں سے چند فقرات جیپان کے اسلام کی نسبت نقل کرکے ناظرین نورافشان کی دلچسپی کی خاطر پیش کرتا ہوں۔ تمام جہان میں شور مچ گیا۔ کہ جیپان مسلمان ہوگیا۔ یا ہونے کو تیار ہے۔ فیصلہ ہوگیا۔ کہ اسلام ہی جیپان کے لائق ہے۔ بازار میں مسلمان مسیحی واعظوں کو کلام کرنے نہیں دیتے۔ مرزائی اخبارات کا دن رات یہی راگ ہو رہا ہے۔ اور دیگر اسلامی اخبار بھی یہی راگ الاپ رہے ہیں۔ مگر ان سب کی بطالت شیخ صاحب کی تحریر سے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ

اسی دن ایک ترک سیاح ہماری ملاقات کو آیا میں نے اخبارات میں کئی دفعہ اس کا نام پڑھا تھا۔ مگر پہلے نہ دیکھا۔ اُس کا نام سید محمد علی آفندی ہے۔ وہ ابھی سیاحت سے جنوبی افریقہ ہوتا ہوا وطن پہنچا ہے وہ ہندوستان کی بھی سیر کرچکا ہے۔ اور بمبئی اور حیدرآباد دکن سے تو خوب واقف ہے۔ اردو خاصی آسانی سے بولتا ہے۔ اور ملا عبدالقیوم صاحب کی مہمان نوازی کا حد درجہ معترف ہے۔ اُس نے مجھے جیپان کے ایک اعلیٰ افسر کا خط دکھلایا۔ جسمیں لکھا ہوا تھا کہ:۔

چونکہ اسلام کثرت ازدواج کو جائز رکھتا ہے جو ہمارے قومی شعار یک زوجی کے نقیض ہے اس لئے جیپانی حکومت اپنے ملک میں ایسے مذاہب کی تبلیغ و تلقین اور منادی کی انکو اجازت نہیں دیسکتی۔ جو جیپانیوں کے قومی و ملکی شعار کے مخالف رسم کو مباح سمجھتا ہے"

یہہ فقرہ پڑھکر میں ہکا بکا رہ گیا۔ کہ دنیا میں تو یہہ شور مچ رہا ہے کہ جیپان اسلام قبول کرنے کے لئے از حد بیتاب ہو رہا ہے۔ اور خود جیپانی یہہ عندیہ ظاہر کرتے ہیں"۔

اس سے بڑھکر اور صداقت کیا ہوسکتی ہے۔ کہ جو کچھ اسلام اور جیپان کی نسبت آجتک کہا گیا۔ سب باطل، جھوٹ۔ صرف یاروں کی من گھڑت باتیں تھیں اس کے متعلق وطن کے اسی پرچہ صفحہ ۸ کالم ۲ میں ایڈیٹر صاحب متضاد بیانات کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اخبار المنار کا استنبولی نامہ نگار تمام قصہ کو خواب و خیال سے زیادہ وقعت نہیں دیتا"

اب اس پر زیادہ حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں مجھے امید تو نہیں کہ جس طرح جیپان کے اسلام قبول کرنے کی خبر اسلامی اخباروں نے بڑی شان و فخر سے شایع کی۔ اب اسی ذوق و شوق سے دبغرض اشاعت راستی) اس خبر کو بھی شایع کرینگے؛

۲ اسلام کا جیپان میں مقبول ہونا سراسر باطل ہے پنجابی میں ایک مثل ہے۔ کہ آپ پھرے تتہ گھڑا ون نون۔ تے آپ پھرے نک وڈھاون نون۔ بعینہ یہی حال اسلام و جیپان کا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان تو شور مچا رہے ہیں۔ کہ میکاڈو مسلمان ہوگیا یا ہونے کو ہے۔ اور جیپان مسلمان ہونے کیواسطے بیتاب ہے۔ دوسرے طرف جیپان اسلام کی منادی اپنے ملک میں نہیں چاہتا۔ واہ واہ؛

راقم رحمت مسیح۔ واعظ

ہز آنر لاٹ صاحب بہادر لودیانہ میں۔ افسوس ہے کہ ہم کو اس پرچہ میں بباعث عدم گنجائش کل کیفیت لاٹ صاحب ممدوح کی تشریف آوری کی ہم درج نہیں کرسکے آئندہ پرچہ میں انشاءاللہ درج کرینگے

ڈگ شائی میں آریوں کے سالانہ جلسہ پر ریمارک

مسٹر ایڈیٹر صاحب۔ آپ مہربانی فرماکر میری چند سطور کو بالضرور نور افشاں میں شایع کیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

ناظرین کو واضح ہووے کہ مقام ڈگ شائی صدر بزار میں ہمارے مکان کے سامنے ایک دوکان میں جسکو ہمارے دیانندی بھائیوں نے تین یوم کو عاریتاً لیکر اپنے اجلاس ماہ حال کی ۹ تاریخ سے ۱۱ تک کئے جنکی مختصر کیفیت ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

روز اول شام کیوقت فقط کیرتن ہوا۔

دو باقی دنوں کا پروگرام ذیل کی ترتیب پر تھا۔ صبح کو ۷ بجے سے ساڑھے دس بجے تک۔ ہون و بھجن وغیرہ شام کو ۲ بجے سے ساڑھے آٹھ تک بھجن۔ درس بحث وغیرہ۔ مگر پروگرام میں مدرس کا نام ندارد۔

دس تاریخ کی شام کو بحث کے ٹایم پر کہا گیا کہ اگر کسی کو کچھ اعتراض یا کوئی سوال کرنا ہو تو کر سکتا ہے تب ایک محمدی بھائی نے کہا کہ آواگون کو آپ کیونکر ثابت کر سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ اس مسئلہ پر رات کو لکچر ہوگا۔ خیر اس وقت تو سستے چھوٹے

جب ٹل گئی شام تب ظاہر ہوئے خیال خام۔

پہلے لکچرار لاہور کے میگزین اخبار کے ایڈیٹر صاحب تھے۔ بلحاظ ہم آپکو زمرہ ڈاکی فہرست سے چھوڑتے ہیں ورنہ آپکی تقریر اور خیالات تو محض اسی کے مستحق ٹھہراتے ہیں آپنے اپنے درس کے شروع میں دنیا کی پیدائش کا ذکر از روئے بائیبل اور قران کے کیا اور اور اپنے دیانندی سمجھ کے مطابق اسکی الٹی پلٹی تفسیر اور تشریح کرتے رہے۔

پھر آپ نے دکھ تین قسم کے بتلائے یعنے اول جو بھوگ چکے۔ دویم جو بھوگ رہے ہیں۔ اور سویم جو بھوگینگے برعکس اس کے ہمارے خیال میں صرف دو قسم کے دکھ ہیں یعنے جسمانی اور روحانی پھر آپنے دین عیسوی اور پادری صاحبان کے خلاف بہت زہر اگلا۔ ہم اس بیہودہ بیان کی نسبت ایک شعر پر اکتفا کرینگے ؎

کیا کرے کوئی جبکہ نہ ہو استعداد

باغیں رہکے کبھی زاغ خوش الحان نہ ہوا

۱۱ تاریخ بوقت تین بجے دن کے مباحثہ کا وقت تھا۔ اس وقت بہت ہندو۔ محمدی لوگ جمع تھے اور خداوند یسوع مسیح کا گواہ راقم مضمون اس جماعت میں اکیلا تھا۔

جب سوال کرنے کا وقت اور موقع دیا گیا تب راقم نے گذشتہ رات دنیا کی پیدائش کے مضمون پر سوال کیا۔ کہ گذشتہ رات کو ہمنے دنیا کی پیدائش کے بارے میں از روئے بائیبل اور قرآن کے سنا اب ہم اپنے آریہ بھائیوں سے سایل ہیں کہ انکی عقل اور کتابیں دنیا کی پیدائش کے بارے میں کیا بتلاتے ہیں۔

اس پر ایڈیٹر میگزین نے بڑے فخر کے ساتھ اپنی زبان کو بے لگام بنایا اور دوڑایا۔ مگر وہی بوڑھیوں کے پخنہ۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو بنایا اور مٹایا۔ اور اسی طرح وہ بناتا اور فنا کرتا رہتا ہے۔ آپنے ایک روایت بیان کی کہ بعض لوگ آدم اور حوا کی نسبت یہ بھی مانتے ہیں کہ ان دونوں کی پشتیں آپسمیں جڑی ہوئی تھیں۔ پھر یہ بھی بیان کیا کہ شروع میں ایک آتشی گولہ تیار ہوا اور وہ رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوتا گیا۔ بندہ دوسری مرتبہ کھڑا ہوا۔ اور اپنی حجت کو پھر قایم کیا۔

ہمکو معلوم نہ تھا کہ ہمارے آریہ بھائی دیانندی نام سے چڑتے اور کھجتے ہیں۔ جب ہماری اثنائے گفتگو میں لفظ دیانندی آیا تب فوراً ایڈیٹر میگزین دونوں ہاتھوں اپنی پگڑی پکڑ کر کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا کہ تہذیب کے ساتھ گفتگو کی جاوے۔ ہم بھی آپکو کرشان کہہ سکتے ہیں ناظرین ہم لفظ دیانندی پر آخر میں کچھ بیان کرینگے فی الحال خاص مضمون زیر بحث کی طرف توجہ کرینگے۔

فرض کرو اگر ہم خدا کو مالک کل مانکر اپنے آریہ بھائیوں کی اس بات اور پوچ مسئلہ کو تسلیم کریں کہ خدا نے دنیا کو بنایا اور مٹایا۔ لیکن جائے غور ہے کہ یہہ دور تسلسل عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ اس پر بہت اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً

(۱) اس کا ثبوت کیا ہے۔ بڑے بڑے اور بہت پرانے پتھروں سے سر مارنا ہے اور اپنے دلوں کو پتھرانا ہے۔

(۲) فرض کرو کوئی شخص کچھ ملکیت پیدا کرے اور ایکدم اسکو برباد کرے تو ایسے مالک کو کیا کہینگے۔ یا فرض کرو زید نے ارادہ کیا کہ میرا خانہ آباد ہو۔ اور لڑکے پیدا ہوں پر جب اسکی تمنا کے موافق اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اور اسکو ہوتے ہی مار ڈالے۔ تو زید کو کیا کہوگے؟ امیطرح گھڑی ساز گھڑی کے بنانے اور فوراً توڑ ڈالنے کی مثال۔

(۳) کیا خدا کے کاموں میں دھوکا ہے۔ جیسا کہ ایک شعبدہ باز کہ مٹی کا روپیہ دکھا دے اور مٹا دے برخلاف اس کے ہم جانتے ہیں کہ اس مالک کل کے کلیہ کام بالکل پایدار ہیں۔

(۴) جب ہمارے آریہ بھائی اس گمان کو مانتے ہیں کہ آدم اور حوا جوڑواں تھے۔ تو پھر کیوں اس سچی تعلیم کو قبول نہیں کرتے جو بائیبل میں مرقوم ہے۔

(۵) آتشی گولہ رفتہ رفتہ ٹھنڈا کیا گیا۔ تو کیا خدا انکو ایکدم ٹھنڈا کرنے میں قاصر تھا۔

اس کے بعد مسٹر وزیر چند صاحب ایڈیٹر میگزین پھر بولے۔ اور بائیبل کی باتوں پر اپنے دیانندی حاشیہ چڑھاتے رہے۔ کہ درمیان میں ایک محمدی بھائی

کھڑا ہوگیا۔

اور یوں ہماری اجازت سے ہمارے پنجہ سے نکل گئے۔ اور ہمارے سوالات بند رہے۔ ورنہ کئی رات نیند اچٹ جاتی۔ غیر محمدی بھائی نے کئی سوال عاید کئے۔ جن کے جواب مسٹر وزیر چند صاحب کی طرف سے صرف منہ کی طاری اور باتوں کی گرم بازاری تھے۔ بخوف طوالت ہم اس بیان کو یہاں چھوڑتے۔

جب دانکو آٹھ بجے پھر سماج بیٹھی۔ تب کئی محمدی بھائی اور راقم بھی شریک ہوا۔ اس وعدے پر کہ پھر موقع دیا جاویگا۔ مگر بعد کو درس وغیرہ شروع ہونے لگے تب سب محمدی بھائی تالیاں بجاتے ہوئے چلدیئے ؛

مگر اس سے پیشتر ڈنگ شائی آریہ سماج کی سالیانہ رپورٹ سنائی گئی۔ جس میں صرف دنیوی جایداد جن لوگوں نے سماج کو عنایت کی اونکا وہیں یاد کیا۔ نہ شنکار کا شمار نہ کسی آتمک لابھ کا کچھ ذکر اذکار۔ نہ عبادت کی کوئی ترتیب اس کے بعد ایک نوجوان گریہ مسکین پر نہایت بے تسکین کھڑا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بیچارہ اردو زبان بولنے میں بڑا قاصر اور مجبور ہے۔ کہ رلی ملی انگریزی اور اردو بولتا تھا۔

جہانتک ہم نے انکا بیان سُنا تو انصاف یہی کہتا ہے کہ ان کے بھی نظرِ انصاف میں جنگا پن تھا کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ کسی شخص کی بیہودہ خوبیاں پرگوبر پھیرا جاوے اور ایک غلطی پر بے تحاشہ ڈنکا بجانے کی سٹیڈی کیجاوے۔

اس نے بہت سے مورخوں کے نام لیکر اُن کے خیالات ظاہر کئے۔ اپنے بیان میں اس نے تین باتیں عجیب بیان کیں۔ اول۔ مارٹین لوتھر صاحب پر کہ ایک ایسا عالم ریفارمر پروٹسٹنٹ کا بانی زمین کی بابت ایک غلط تاویل چھوڑ گیا کہ زمین چپٹی ہے۔ دویم۔ رومن کیتھولک کلیسیا کی بابت کہ وہ دو دو بیویاں کرتے تھے۔

تیسری بات۔ کہ کرائسٹ کی تعلیم میں مستورات کی بےعزتی اور کم قدری کی تعلیم اور اشارے ہیں۔

اس کے بعد پھر مسٹر وزیر چند کی باری آئی اور وہی بے سر راگ عیسائیوں اور محمدیوں کے برخلاف الاپتے رہے۔ ان کے اس آخری درس کو ہم ایک ہی مصرعہ پر ختم کرتے ہیں۔ ع

نہیں دھول ڈالے سے چھپتا ہے چاند

آخیر میں ہم تا یرہ تیں درہدیہ ناظرین کرتے ہیں؛ اول۔ ان دیانندیوں کی غرض یہہ ہے کہ لوگوں کو دوسرے مذہب کی طرف سے اپنی من مانی دلیلوں سے بدظن کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ ان باتوں سے خدا کے غصہ کو زیادہ بھڑکاتا ہے۔

دویم۔ دوسروں کے گھر میں نقب کون لگاتے ہیں۔ کنگال اور محتاج۔ سب پر عیاں ہو کہ یہہ لوگ صرف زبانی جمع خرچ کے مرد ہیں۔

سویم۔ ہمکو بڑا تعجب ہوا جب یہہ لوگ دیانندی نام سے شرم کھاتے۔ اگر دیانندی کہلانے سے چڑتے ہو تو ہم پوچھتے ہیں کہ دیانند کی تصویر کو کیوں لگاتے ہو اور تصویر بھی کیسی ننگی۔ اول تو ننگی تصویر تہذیب کے برخلاف ہے۔ دویم یہہ خیال ہوتا ہے کہ جو خود ننگا ہو وہ اوروں کو کیا ڈھکیگا اور ڈھکنے کی ترغیب دیگا۔

چہارم یہہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جس نے اپنی ازار بغل میں دابی تو پھر وہ دوسروں کی اوتارنے میں کیا ڈرے اور ہچکچائیگا۔

راقم

ایم سی۔ نیوٹن۔ نگل۔ کوہ ڈنگ شائی۔ صدر بازار

شکریہ۔ ہم شکر ہیں مسٹر واعظ اور جسونت سنگھ صاحبان نے ہماری درخواست پر سیالکوٹ کونسل کے مزید حالات برائے اشاعت ارسال فرمائے ہیں امید قوی ہے کہ ہم کاست آئندہ ہفتہ درج کرینگے

آریہ عقائد کی تردید خود دیانندی قلم سے

(سلسلہ کیلئے دیکھو پرچہ مطبوعہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

پھر رگویدبھاشی بھومکا کو دیکھو صفحہ ۶۲ برہم وِدیا کے بیان میں یوں رقمطراز ہیں جو جیو (انسان) اس اکاش وغیرہ بھوتوں اور سورج وغیرہ لوک اور مشرق وغیرہ سمتوں اور شمال مشرق وغیرہ درمیانی سمتوں میں اور الغرض ہر جگہ محیط وموجود علیم کل پرمیشور کا جو اپنی قدرت کا بھی آتما اور ابتدائی عناصر لطیف کو پیدا کرنے والا ہے۔ عین راحت وعین نجات ہو اپنے آتما کی تمام قوت اور انتھ کرن سے بذریعہ دھیان قرب حاصل کرتا ہے اور اسکو جان لیتا ہے وہی ٹھیک ٹھیک اس پرمیشور کو پاکر موکش کے سوکھ کو بھوگتا ہے (یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۱۱) پھر بھومکا صفحہ ۵۷ پیدائش عالم کے بیان میں یوں تحریر ہے جس وقت یہہ فردون سے ملکر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اسی وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است یعنی شونیہ اکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اسی وقت اس کا کچھ کاروبار نہیں تھا اس وقت ست پرکرتی، یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو تھے وراٹ ہیں جو اکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا کیونکہ اس وقت صرف پاربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر بے علت ہی موجود تھی (رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۷ ورگ ۱۷ منتر ۱) ؛

پھر رگویدادی بھاشیہ صفحہ ۵۰ میں یوں لکھا ہے۔ پرکرتی (مادہ کی حالت اولیں) وغیرہ اعلیٰ لطیف کائنات اور گھاس مٹی چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے وغیرہ ادنیٰ مخلوقات انسان کے جسم سے لیکر اکاش تک متوسط

درجہ کی کائنات یہہ تینوں قسم کی دنیا پرمیشور نے اپنی قدرت سے پیدا کی (اتھروید کانڈ ۱۰ انوواک ۴ منتر ۹) نہایت غور طلب الفاظ پر میں نے خط کھینچ دیا ہے ناظرین یہہ مذکورہ بالا حوالجات کوئی معما نہیں کہ لمبی چوڑی تشریح کی ضرورت ہو ان کو پڑھکر ایک ادنے علم والا بھی یہہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ خداوند قادر مطلق نے تمام دنیا بمعہ روح و مادہ وغیرہ اشیاء کو پیدا کیا اور سوامی دیانند نے ویدوں سے بہت اچھی طرح خداپرستی ثابت کرکے سناتن دھرم کی بت پرستی سے ویدوں کو آزاد کرا دیا اور اپنے پیرووں کو خداپرستی کے مسئلہ کی شاہراہ پر قایم کیا اس لئے قیامت تک بھی آریہ سماج شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتا لیکن ناظرین آپ یاد رکھیں یہہ سوامی دیانند جی ہیں انہوں نے تمام دنیا کو خوش کرنا ہے ہم ثابت کرینگے کہ سوامی جی نے جہاں ویدوں سے ایسے حوالجات نکالکر خداپرستوں کو راضی کر دیا یا یوں کہو کہ پوری پوری گندم نمائی کرکے خداپرستوں کو پھانسنا چاہا وہاں وہ دہریوں کو بھی ناراض نہیں کر سکتے چنانچہ انکو بھی اپنا دوسرا عقیدہ دکھانے کو ہردم طیار ہیں دیکھو کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۴ وہاں سوال وجواب کے طور پر یوں رقمطراز ہیں سوال اس دنیا کو پرمیشور نے کیا ہے یا کسی اور نے؟

جواب اس کائنات کو اس علت فاعلی یعنی پرماتما نے پیدا کیا ہے۔ مگر اس کی علت مادی پرکرتی ہے

سوال کیا پرکرتی کو پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟

جواب۔ نہیں وہ ازلی ہے۔

سوال۔ ازلی کسکو کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں

جواب ایشور جیو۔ اور پرکرتی یہہ تین ازلی چیزین ہیں؛

پھر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۲ میں بھی یہہ سوال وجواب پایا جاتا ہے اور وہ اس طرح ہے کیا علت کے بغیر پرمیشور ۔۔۔ نہیں بنا سکتا؟

جواب۔ نہیں کیونکہ جو نیست ہے یعنی وجود نہیں اس کا ہست ہونا بالکل غیر ممکن ہے۔

ناظرین سوامی جی کی اس چالاکی کو دیکھئے کہ یہاں دہریوں کو خوش کرنے کے لئے اپنا دوسرا اعتقاد ظاہر کرکے انکو بھی اپنا بنا لیا یعنی پکے دہریہ بن گئے اب سوامی جی یہہ ثابت کرتے ہیں کہ پرمیشور نے ارواح مادہ کو پیدا نہیں کیا یہہ قدیم سے خدا کی مانند ایسے ہی چلے آتے ہیں اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۵ میں سوامی جی انکی ترکیب کو بھی ازلی مانتے ہیں گویا انسان ترکیب شدہ ازل سے ایسا ہی چلا آیا ہے اب آریہ صاحبان بتا سکتے ہیں کہ جب انسان ازل سے قدیم ہی چلا آتا ہے تو خدا کی ضرورت ہی کیا ہے یاد رہے کہ ارواح کو مختلف اجسام کا ملنا اور انکو یعنی ارواح کو اپنے افعال کے اثر سے ہی یہہ سوال دہریوں کا ہمیشہ دیانندیوں پر قایم ہے اور اسی مذکورہ اصول کو صحیح سمجھتے ہوئے کبھی دیانندی دہریوں کے اس اعتراض سے سرخرو نہیں ہو سکتے یعنی خدا کی ہستی کا پتہ نہیں دے سکتے؛

ناظرین آپ دیانند کے پہلے زیرخط الفاظ کو دیکھیں اور غور کریں اور اب سوامی جی کا دوسرا عقیدہ کے الفاظ زیرخط کہ خدا روح کے مادہ کے بغیر کچھ نہیں بنا سکتا اور روح و مادہ ازلی ہیں اور پھر ستیارتھ مطبوعہ ۱۹۰۸ء جو پرتی ندھی سبھا کے زیراہتمام چھپی ہے صفحہ ۲۹۵ پڑھیں جہاں روح و مادہ ترکیب یافتہ (انسان) کو ازلی مان رہے ہیں اور میرے قول کی داد دیں۔ کہ سوامی جی نے چند جہلا کو پھانسنے کے لئے کس قسم کے گرگٹ کے طرح رنگ بدلے اب ایک فیصلہ کن حوالہ ناظرین کے آگے رکھتا ہوں سوامی جی بھومکا صفحہ ۳۰ میں تحریر کرتے ہیں " اس پرمیشور نے پرتھوی یعنی زمین کو بنانے کے لئے پانی سے رسی کو لیکر مٹی کو بنایا اسی طرح اگنی کے اس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا یہہ تمام قدرت اور صنعت اسکی ہے اس لئے اس کا نام وشوکرما (صانع کل) ہے دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام کائنات اسی پرمیشور کی قدرت یعنی حالت علت میں موجود تھی" (باقی آیندہ) راقم رحمت مسیح از شاہکوٹ

ایڈیٹر آریہ مسافر جالندھر سے ایک ضروری التماس

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم۔ آریہ مسافر ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء جلد ۹ نمبر ۳ میں کسی سیالکوٹی آریہ کی طرف سے ایک مضمون بعنوان قدامت دنیا شائع ہوا جس میں نامہ نگار صاحب نے دو دعویٰ کئے اول یہہ کہ سوامی دیانند نے ویدوں کی سند سے اس موجودہ دنیا کی عمر ایک ارب وغیرہ سال ثابت کی ہے دوئم پنڈت لیکھرام نے قدامت کے متعلق کے جملہ اعتراضات کا جواب شافی دیکر معترضین کی تسلی کی کوشش کی" چونکہ دیانند کی کتب جہانتک مجھ سے بن پڑین دیکھ چکا ہوں اور شاید کوئی رسالہ رہ گیا ہو تو معلوم نہیں اور لیکھرام کی تصانیف کا مجموعہ کلیات آریہ مسافر بھی تمام دیکھ چکا ہوں مجھے آپ کے نامہ نگار صاحب کے دعویٰ کی ثبوت میں کوئی ایسی تحریر نہیں ملی کیا آپ خود یا آپکا نامہ نگار نہایت صحیح دلایل جو کہ سوامی دیانند و لیکھرام نے تحریر کئے دکھلا سکتے ہیں؟ میں آپ کو بذریعہ نورافشان اطلاع دیتا ہوں کہ یا تو آپ نورافشان یا آریہ مسافر میں ان دلایل کا پتہ دیں یا کم از کم کتابوں کا نام و پتہ بتلا دیں ورنہ میں قدامت دنیا کے ابطال کے متعلق خود آپکی کتب سے کافی دلایل بذریعہ نورافشان شایع کرکے آپ اور آپ کے نامہ نگار کے غلط دعویٰ کو جھوٹا ثابت کرونگا۔ فقط؛

جواب کا منتظر

رحمت مسیح از شاہ کوٹ خریدار آریہ مسافر جالندھر۔

ہندکا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہوسکتا ہی مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ ہونےکیحالت میں اور بچوں کو یتامی میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہی صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہی۔

المشتہر

پادری والٹرجے کلارک صاحب ایم اے
مینجنگ ڈائرکٹر لدھیانہ۔ لاہور۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱ مع ضمیمہ ۲
قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ۱ ۲
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھوان حصہ	۱۲	۱۸	۳
چوتھائی کالم	۱۸	۳	۵
نصف کالم	۳	۵	۸
پورا کالم	۵	۸	۱۵
پورا صفحہ	۱۵	۲۵	۴۵

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ ر بعد کے ا ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔
(نوٹ) نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول للاسلام محصول ۱
" " " " " سو محصول ۲
" " آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۸



امریکن فولادواچ

[illegible]



اگر

منیجر امریکن ہوس شہر میرٹھ

آگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو ۱ سالانہ
" " پچیس روپیہ سے کم ہو ۱ "
" " پندرہ روپیہ سے کم ہو ۱۲ "
ادنی ترین نرخ ۱۲ "

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔
درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

المشتہر

پادری اے جی میگاؤ الورہ۔ یوپی (صوبجات)

پرسبٹیرین بیوگان و یتامی کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۵۲ء میں قایم ہوا ہے۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہو چکے ہیں۔ ساٹھ سال عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۶۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۵، ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دیگئی ہی یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہی جو چندہ دہندہ گان سے وصول ہوا ہے۔ اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانچسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہی اس فنڈ کا نرخ کم اور ہر قسم کے فائدے بہت ارزان ہی

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شایع ہوتا ہے۔ اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے ہشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندون کی عملی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں۔ سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دیجاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہی

عوام سے ۱۲ سالانہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروالیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس نے کم رکھی ہے کہ خاص عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ ۸ روپیہ اسعری ۸ فی تولہ علاوہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ المشتہر پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر کے ہے آنکھوں سے پانی کا بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر صحت شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم ڈی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرت سر۔

(۲) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا آنکھوں کی بیماری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کو ترو تازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آج تک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔

راقم نواب محمد حیات خان خان بہادر یوسی۔ ایس وسی آئی ایس سابق ڈویژنل وشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۳) جناب سردار صاحب تسلیم میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہو جاتا تھا۔ اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف ۴ روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔

راقم میاں خورشید محمد خان خلف نواب یسین خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال۔

(۴) میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے۔ ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور ہو گئی تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۵) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قایم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی اسنادات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ سنہ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پادری آر ڈی ٹریلیس صاحب ایم اے ایڈیٹر ومہتمم نور افشان کے واسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں واجی براورس کے اہتمام سے چھپا